اخبار نور افشاں لودیانہ

اخبار نور افشاں ہر پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔ اسمیں مضامین مفید عام و روحانی و اخلاقی و علمی منتخبات ہر دیار و امصار کی منقولات و ... وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ ... قیمت پیشگی وصول کیجاتی ہے۔ ... بلا وصول قیمت پیشگی اخبار روانہ نہیں ہوتا ...

قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک ... اشتہارات ... ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام ایڈیٹر ہونی چاہئے۔ متعلق حساب کتاب بنام ... مضمون ... ارسال فرماویں ... مختصر ...

ہی تھا وہ حقیقی نور جو آکے دنیا میں ہر ایک شخص کو منور کرتا ہے

[illegible] نور افشاں [illegible] آنکھ کو روشن [illegible]

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۶ — مطبوعہ ۷ - فروری ۱۸۸۹ء بروز پنجشنبہ — جلد ۱۷

نور افشاں

مطبوعہ ۷ - فروری ۱۸۸۹ء

ہمارے پاس ابھی تک کچھ جنتریاں ۱۸۸۹ء کی باقی ہیں۔ باتصویر سرخ چھپی ہوئی۔ دیوار پر لگانے کے کام کی۔ جو صاحب چاہیں نقد قیمت ۶ پائی بھیجکر منگوالیں۔ جسقدر زیادہ خریدینگے۔ اُسیقدر محصول میں کفایت ہوگی۔

الحمدلله کہ پنجاب کے چاروں اطراف سے بارش کی خاطر خواہ خبریں آگئی ہیں۔ راولپنڈی اور سیالکوٹ میں ۳۶ گھنٹہ بارش ہوئی۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ امرتسر گورداسپور دہلی وغیرہ سے پانی برسنے کی اچھی خبریں ہیں۔ بعض جگہ اولے بھی پڑے۔ بجلی سے نقصان بھی ہوا۔ الله تعالی کی مہربانی اور بے نہایت فضل کا ظہور ہے۔

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار

کپتان ہیرسی جنہوں نے ایڈیٹر پائنیر کی ہتک کی تھی۔ آخر کار دھر لئے گئے۔ تھے تو فوجی بہادر۔ مگر ایڈیٹر کا مقابلہ کچھ کھیل نہیں۔ عدالت سے ایک ہفتہ قید کی سزا کے سزایاب ہوئے۔

دیوان بخش مدرس مشن سکول نارووال ایڈیٹر اخبار نسیم جنت لاہور کی شکایت کرتے ہیں کہ میں نے نمونہ کا پرچہ منگوایا تھا۔ مجھے پسند نہ آیا۔ انکار کردیا۔ مگر وہ بھیجے جاتے ہیں۔ میں انکار کئے جاتا ہوں۔ پرچہ واپس کرتا ہوں۔ مگر وہ ایک نہیں مانتے۔ برابر بھیجے جاتے ہیں۔ سو میں آپکے اخبار کے ذریعہ انکو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں کسطرح قیمت کا ذمہ وار نہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ ۳ فروری ۱۸۸۹ء کو مسیح دیال

بابو بنجمن اور مرزا غلام مسیح اور انکی اہلیہ نے رجو ایک عرصہ سے مولوی غلام نبی امرتسری کے دام فریب میں آکر مسیح کے گلہ سے بچھڑ گئے تھے اگرچہ کے درمیان محبت سے توبہ کرکے پھر مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے۔ اب ہم مولوی غلام نبی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کہیے باطل منصوبے مسیح خداوند کے خلاف کہاں تک قایم رہ سکتے ہیں۔ لہذا خدا کے کام کو اپنی بطالت سے مت بگاڑو۔ اور ان توبہ کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اس بہروپ کو چھوڑ دو یکطرف ہو رہو۔ پہلے ہی اگر سوچتے تو کیوں یہ ندامت اٹھانی پڑتی اور خدا کے گنہگار بنتے خدا انکو اب اس ایمان پر قایم رکھے۔

کوئی م - ش ازس پر شکایت کرتے ہیں کہ انکا مضمون درباره تثلیث کیوں اخبار میں شائع نہیں کیا انکو معلوم ہو۔ کہ آپکا آرٹیکل گمنام ہونے کی وجہ سے ردی میں پھینک دیا۔ اور بس جو کچھ آپ لکھنا چاہتے ہیں۔ اپنے نام پر لکھئے۔ ورنہ معاف فرمائیے۔

جسطرح میدان میں بارش کھیتوں کے لئے سفید اور فصل کو تر و تازگی بخشنے کے لئے ضروری ہے۔ ویسے ہی پہاڑوں پر برف کا پڑنا باران رحمت تصور کیا جاتا ہے۔ جو فائدہ ہمکو مینہ سے حاصل ہوتا ہے۔ وہی پہاڑونکو برف سے ملتا ہے۔ برف کا نہ پڑنا بدقسمتی کا باعث گنا جاتا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ برف کا گرنا کسی حالت میں ہوتا ہے۔ اُسوقت فضا کا نیچر کس طریق پر ہوا چاہئے۔ واضح ہوکہ جسطرح میدان میں بغیر بادل کے بارش نہیں ہوتی سو ویسے ہی ٹھیک اسکے برعکس حالت میں تب برف پڑتا ہے جسوقت مطلع بالکل صاف ہو۔ بادل کا نام بھی نہو۔ وقت کوئی مقرر نہیں۔ کبھی رات کو کبھی دنکو۔ سو برف کے واسطے آسمان کی صفائی لازمی ہے۔ یہہ نیچر کا قاعدہ ہے +

یونہی رحمت الٰہی اور فضل نامتناہی حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ہمارے دلوں کا مطلع صاف ہو۔ اگر اسپر بدی کے غبار یا عصیان کی گھٹا کا سایہ ہوگا۔ اور گناہوں کے بادل چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہونگے تو رحمت الٰہی کا برف ہرگز ہرگز نزول نہ کریگا۔ ایسی حالت میں ملک میں پاکیزگی اور روحانیت کا قحط قائم ہوگا۔ چاہئے کہ ہم اپنے مطلع دل کو توبہ کی ہوا سے صاف کریں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف توبہ کی ہوا سے ہمارے گناہوں کے بادل نہ اُڑینگے اسکے لئے ایک ایسی اعلیٰ طاقت چاہئے۔ جو بادِ توبہ کو ایسی قوت دے کہ سطح دل مثل مطلع آسمان صاف ہو +

لاہور دیو سماج والوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انسان خود بخود صاف ہوسکتا ہے۔ اور صرف اپنی کوشش سے دیو مکتی کا ظہور دلمیں پایا جاتا ہے۔ یہہ دعویٰ صرف دعویٰ ہی ہے۔ مگر بدلیل ہونیکے باعث قابل رد ہے۔ کیونکہ آجتک کوئی بشر بھی خود بخود پاک صاف نہیں ہوا۔ خالی توبہ صرف گنا ہونکا اقرار ہے۔ مگر بخشش اُسمیں نہیں۔ جبتک کہ باقاعدہ روحانی نیچر کے مطابق توبہ کا استعمال نہ ہو۔ بخشش نہیں ہوسکتی۔ اُس روحانی نیچر کا بیان بکمال خوبی و بصفائی تمام انجیل مقدس میں مندرج ہے +

یہہ روحانی قانون قدرت عالم روحانی میں ہر ایک روحانی بشر دیکھ سکتا ہے۔ اس روحانی نیچر کے قوانین میں سے ایک قانون یہہ ہے۔ کہ "گناہ کی مزدوری موت ہے"۔ تو پھر کیونکر ایک گنہگار صرف توبہ کرنیسے بچ سکتا ہے۔ اس سے بچنے کے واسطے دوسرا قانون یہہ ہے۔

"کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے" پس توبہ کے ساتھ ضروری بلکہ لازمی ہے۔ کہ گنہگار انسان مسیح پر جو خدا کا بیٹا ہے ایمان لاوے تب دیو مکتی یا روح القدس گنہگار انسان کے مطلع دلکو بخوبی صاف کریگا۔ اُسوقت رحمت الٰہی کا نزول اُس پر ایسا اثر کریگا کہ اُسکی کشت دل سرسبز و تازہ ہوگی۔ اور ہر ایک روحانی نعمت اُسکو حاصل ہوگی۔ تب وہ پاکیزگی دل حاصل کرکے اُسکی قدر کریگا۔ اور روز بروز اُسمیں ترقی کرتا جائیگا۔ اور مرنے تک کامل ہو جائیگا +

لیکن ناپاک اور پاپ آلودہ زندگی کی حالت میں نہ روح القدس حاصل ہوسکتا ہے۔ اور نہ پلید روح اُسکی قدر جانتی ہے جسطرح ناپاک انسان پاک لوگوں میں بیٹھکر خوش نہیں ہوسکتا۔ ویسے ہی ناپاک انسان پاکیزگی کی قدر نہیں جانتا دیو سماج والوں کا دعویٰ تو بہت اچھا ہے۔ ہم اُسکو برا نہیں کہتے۔ مگر افسوس یہہ ہے۔ کہ وہ روحانی نیچر کے خلاف چلتے ہیں۔ وہ بادل کی حالت میں برف کے امیدوار ہیں۔ جو ایک ناممکن سی حالت ہے۔ چاہئے کہ وہ باقاعدہ چلیں پہلے گناہوں سے بخشش حاصل کریں۔ اپنے دل کے آسمان کو گناہوں کے بادل سے صاف کریں۔ تب دیو مکتی کا ظہور بخوبی ہوگا +

اخبار دھرم جیون

لکھتا ہے کہ سر ولیم ہنٹر صاحب نے اپنے ولایت کے ایک لکچر میں بیان کیا کہ "بہت عرصہ نہیں گذریگا۔ کہ انڈیا میں ایک نئے مذہب کا ظہور ہوگا۔ لیکن وہ یہہ خیال نہیں کرتے کہ وہ نیا مذہب آجکل کا عیسائی مذہب ہوگا" اسپر دھرم جیون کی یہہ رائے ہے کہ عیسائی مذہب یا مثل اسکے کوئی اور مذہب جو مکمل روحانی زندگی کے معراج کی تعلیم نہیں دیتا وہ ملک کے لئے آیندہ کا نیا مذہب نہیں ہوسکتا...... ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ نیا مذہب کونسا ہے۔ کہ جس کی نسبت سر ولیم ہنٹر کی پیشینگوئی پوری ہوسکتی ہے" +

دھرم جیون کے خیال میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نیا مذہب دیو سماج ہوگا۔ کیونکہ اُسکے خیال میں وہی مکمل روحانی زندگی کے معراج کی تعلیم دیتا ہے ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ ہندوستانیوں کو کس مذہب نے ایک عجیب گھبراہٹ میں ڈالدیا ہے۔ کسنے انکو آنکے مذہب پر قائم نہ رہنے کی ترغیب دی۔ کسنے ہندوستان کو اکسایا کہ برہمو سماج جاری کرے کسنے اگنی ہوتری صاحب کو گدگدایا کہ دیو سماج جاری کرے کسنے ہندوؤں کو جتلایا کہ بت پرستی گناہ ہے۔ آریہ سماج جاری ہو کیا یہہ دیو سماج ہی ہے۔ جو ابھی کل جاری ہوا۔ یا آریہ سماج ہے جو پرسوں شروع ہوا۔ یا برہمو ہیں۔ جو ترسوں نمودار ہوئے۔ یا محمدی مذہب ہے۔ جو برسوں سے اس ملک میں تھا۔ اور سوائے جہاد کے دوسری بات نہ جانتے تھے۔ کیا یہہ وہی مذہب نہیں جو ابتدائے عالم سے خمیر کی مانند قوموں میں پھیلتا آیا۔ اور ہندوستان میں آکر آفتاب صداقت کیطرح چمک کر اُنکے اندھیرے کاموں کو ظاہر کردیا۔ کیا وہ مسیحی مذہب ہی نہیں جس نے یورپ کو سدھارا اور امریکہ کو درست کیا۔ کیا وہ مسیحی مذہب ہی نہیں جس نے ہندوستان میں آکر تمام جھوٹے مذاہب کے بطلان ظاہر کردیے۔ کہ کوئی اپنے اصلی مذہب پر خوش نہیں۔ بلکہ مسیحی مذہب کے مطابق انکو درست کرنیکی کوشش کررہے ہیں۔ بیشک وہ مسیحی مذہب ہی ہے۔ جو کسیوقت تمام ہندوستان کا مذہب ہوگا اور تمام جھوٹے مذاہب اور انکے ہادی گم ہونگے بیشک وہ مسیحی مذہب ہی ہے جسمیں مکمل روحانی زندگی کے معراج کی تعلیم موجود ہے آپ اور ہندوستان کے مذاہب خوشہ چین ہیں۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ نزدیک ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں مسیحی نجات کا جھنڈا کھڑا ہوگا۔ اور سب قومیں مسیح کی جے بولینگی یقیناً آپکا سن بلوغ مذہب چند روز کا مہمان ہے اسمیں کچھ شک نہیں اور ہم اسبات کو مانتے ہیں کہ آپ نیکی کے اچھے منادی ہیں اور آپکے مذہب کی عمارت نہایت خوبصورت ہے۔ مگر افسوس یہہ ہے کہ بے بنیاد ہے۔ اگر بنیاد ہو

ہوئی ریت پر دریا کے کنارہ یا نقش بر آب جو جھٹ مٹ جاتا ہو کبھا بنیاد کو قائم کریں۔ تب عمارت قائم رہیگی۔ وہ بنیاد مسیح کا کفارہ ہے۔ جو ایک چٹان ہے جسپر نہ باڑہ سمندر یا نہ ہوا نہ طوفان کچھ اثر کر سکتے ہیں۔ دنیا کے تمام شہنشاہوں نے جو جو ظلم کے سیلاب اس چٹان پر بہائے وہ سب بیفائدہ ٹھہرے۔ وہ خود ہار کر گئے اور نیست ہوئے۔ مگر ہمارے خداوند کا کلام ابد تک قائم ہے۔ پنڈت صاحب آپکا خیالی اور ایجادی مذہب صرف آپکی زندگی تک ہے۔ خدا آپکو ہدایت کرے آپ اس حقیقی چٹان مسیح پر اپنی عمارت کو قائم کریں۔ کیونکہ یقیناً یہی مذہب ایک وقت تمام ہندوستان کا بلکہ تمام دنیا کا ہوگا۔

عیسیٰ تیرے نام کی جے جے جے جے تیرے نام کی جے جے جے
ہلو تو نے مکتی دلائی ہے جے تیرے نام کی جے جے جے
ئے تو پریم کی پلا دی ہے جے تیرے نام کی جے جے جے
سورگ کی رہ تو دکھادی ہے جے تیرے نام کی جے جے جے
جے ہو تیری باپ کی بیٹے جے تیرے نام کی جے جے جے
جے ہووے ہند میں تیری جے جے تیرے نام کی جے جے جے

بائبل الہامی کتاب ہے

بائبل الہامی کتاب ہے۔" بائیبل اوپدیش کے عنوان سے ایڈیٹر دھرم جیون صاحب نے ایک مختصر سا آرٹیکل لکھا ہے جسمیں یہہ ظاہر کیا ہو کہ بائیبل کی پچیا سٹھ کتابیں مختلف اشخاص کے ہاتھ سے مختلف زمانہ میں لکھی گئیں۔ اور انکی تحریر کا عرصہ پندرہ سو برس کا ہے۔ وید اور گرنتھ کا بھی یہی حال ہے۔ آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "یہی وجہہ ہے کہ اُنمیں سے ہر ایک کے اندر جو جو باتیں درج ہیں۔ اُنمیں اکثر آپسمیں بڑا اختلاف ہے۔ اور اُنکی تحریریں ایسی باتوں کثرت سے ملتی ہیں کہ جو ایکدوسرے کی تردید کرتی ہیں۔ مگر افسوس جو لوگ اُنہیں خدا کا کلام ہا کر قبول کرتے ہیں۔ وہ بیجے عقیدہ کے قائم رکھنے کی غرض سے اُنکی تردیدوں اور لغویات کو اپنے چلے ہم عقیدہ شخصوں یا اپنی تاویلوں کے ذریعہ ٹھیک بتانیکی کوشش کرتے ہیں"..... وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں گرنتھ اور وید سے کیا غرض ہے۔ ہمارا مدعا صرف بائبل کی صداقت کا اظہار ہے۔ اور ایسے خود فشار اور فرضی لفظوں کی تحریر و تقریر کو صداقت سے جانچنا غرض ہے۔ یہہ حملہ بائبل پر کچھ نیا نہیں گردہی پڑا مردہ اکھیڑا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی یہہ اعتراض کرتا تو چنداں توجہہ کی ضرورت نہ تھی۔ مگر جسحال کہ معترض الہام کا مدعی اور پیغمبری کا دعویدار ہے۔ تو مناسب ہے کہ اُسکے اس فخر کو توڑا جائے۔ صداقت سے بطالت کو رد کرنا چاہیئے۔ نہ معلوم کیا سوچکر پنڈت صاحب ایڈیٹر دھرم جیون نے یہہ فضول اعتراض دھر گھسیٹا۔ اس سے ایک بات تو معلوم ہوتی ہے کہ وہ تا ہنوز بائبل کے الہام اور اُسکی حقانی تحریر اور مدعا سے واقف نہیں۔

اگرچہ بائیبل مختلف اشخاص کے ہاتھ سے مختلف ملکوں میں لکھی گئی۔ **تنبیہہ** یاد رہے کہ مصنف اُسکا صرف ایک شخص ہے۔ اور وہ خدا ہے۔ یہہ لوگ تو کاتب تھے۔ مگر تصنیف روح القدس کی ہے۔ چنانچہ پطرس حواری اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "خدا کے مقدس لوگ روح القدس کے بولائے بولتے تھے۔" اس بنا پر وہ تمام تحریر بے نقص اور خطا سے مبرا ہے۔ اور آپکا اعتراض فضول کیونکہ نہ تو اُنمیں کوئی نقص ہے۔ اور نہ ایکدوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ مگر اسکا جواب تو ہم آپکو بعد میں دینگے۔ اول نسخجات بائبل کے الہامی ہونیکو ثابت کرلیں۔ آپ گھبرا کر جلدی نہ کریں۔ آپ ہماری تمام تحریر کو ختم ہو لینے دیں۔ ایسا نہ کریں جیسا دوستانہ گفتگو کے معاملہ میں کیا تھا۔ کہ ہماری تحریر ختم ہونے بھی نہ پائی کہ آپ خل در معقولات کے مصداق ہوئے۔ آپ اور تمام ناظرین ذرا صبر اور تحمل اور غور سے اسکو پڑھیں بعدہٗ اپنی رائے کے اظہار کے مختار ہیں۔

تو چل تو سن خامۂ دو زباں
کہ ہو دیگا الہام حق کا بیاں

الہام کی تعریف

اولاً الہام کی تعریف نوشتوں سے معلوم کرسکتے ہیں۔ یعنے اُنکی نصیحت آمیز بیانوں اور ظہور عجیب ہے کہ کئی ایک عام اصول ہیں جو بائبل میں پوشیدہ ہو رہے ہیں لیکن اُنکی ساری تعلیموں میں اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور اسلئے اُسکے ترجمہ اور تفسیر میں بھی اختیار کرنی چاہیئے مثلاً

اول خدا سب چیزوں کی علّت سبب نہیں ہے۔ اور نہ بے فہم قوت ہے۔ نہ جملہ جہان کے انتظام اخلاقیہ کا محض ایک نام۔ اور نہ کوئی سبب اتفاقی ہے۔ لیکن روح ہے اور عالم اور فہم اور اختیاری فاعل ہے۔ اور ہماری روحوں کی کل صفت غیر فنا ہی طور پر اُسمیں موجود ہیں۔

دوم کہ وہ دنیا کا خالق اور دنیا سے جدا ہے۔ اس سے پیشتر موجود اور اُس سے آزاد ہے۔ پر نہ وہ دنیا کی روح ہے۔ اور نہ زندگی۔ لیکن اُسکا خالق و مالک و محافظ ہے۔ اور نیز حاکم ہے۔

سوم کہ روح ہو کر وہ ہر جگہہ حاضر ناظر اور ہر جگہہ کارکن ہے۔ اپنی سب مخلوقات کی محافظت اور اُنکے کل کاموں پر حکمرانی کرتا ہے۔

چہارم جسحال ہیں وہ عالم ظاہری و باطنی پر قانون معتری کے مطابق اسباب ثانی کے ذریعہ سے عمل و اثر کرتا ہے۔ تو وہ آزاد ہے۔ کہ فوراً یا بغیر ایسے اسباب درمیانی کے کام کرے۔ اور اکثر کرتا بھی ہے۔ جیسے پیدائش اور سر نو پیدا ہونا اور معجزات اُسکی مثال ہیں۔

پنجم یہہ کہ بائبل میں الہام یا افشائے فوق العادت مندرج ہیں۔ بالفعل سوال یہہ نہیں ہے کہ بائبل وہ نہیں ہے جو وہ ہونے کا دعوے کرتی ہے۔ لیکن یہہ کہ وہ اُس زور اور تاثیر کے اصل اور نتیجوں کی بابت جسکے ذریعہ سے لکھی گئی کیا سکھلاتی ہے۔ اس مضمون پر کلیسا کی تعلیم جو ابتک اور ہمیشہ سے رہی ہے یہہ ہے۔

کہ الہام بعض مخصوص آدمیوں کے دلونپر روح القدس کی تاثیر تھی

جس سے وے خدا کے عضو ہو کر اُسکی مرضی کے صحیح اظہار کرنیکے قابل ہوئے۔ وے اسی طرح خدا کے عضو تھے۔ کہ جو کچھ وے کہتے تھے خدا کا قول تھا۔

الہام فوق العادت ہی

الہام کی تعریف میں کئی نکات شامل ہیں

اوّل الہام ایک تاثیر فوق العادت ہی۔ اور ایک جہت سے یہہ موجودہ انتظام الٰہی یا نیچر (فطرت) سے جدا ہی۔ جو ہر جگہ حرکت اور تاثیر کرتا ہی۔ اور بحیثیت دیگر روح کی فیض بخش تاثیروں سے جدا ہی۔ فرشتوں اور انسان کے ملاحظہ عام کے رو سے بھی اُن نتیجوں سے جو خدا کی اثر نمائی سے بذریعہ اسباب ثانی کے باقاعدہ حاصل ہوتے ہیں اور اُنہیں جو بوسیلہ بغیر اسباب ثانی کے سیاگی کے صادر ہوتے ہیں۔ امتیاز کرنی چاہئے۔ ایک قسم کے نتایج موافق طبعی آئین کے ہیں۔ اور دوسرے فوق العادت۔ الہام قسم موخر کے متعلق ہی +

بائبل بھی اُنمیں صحیح تفاوت کرتی ہی۔ پس الہام اور تنویر روحانی کو باہم مخلوط کرنا لازم نہیں +

اوّل اُنکے مقصد میں باہم اختلاف ہی۔ یعنے مفعول بہ الہام کے مفعول چند مخصوص اشخاص ہیں۔ اور تنویر روحانی کے مفعول تمام حقیقی ایماندار ہیں

دوم اُنکے مدعا میں فرق ہی۔ اول کا مدعا یہہ ہی۔ کہ بعض آدمیوں کو بے نقص اور محقق اُستاد بناوے۔ اور دوسرے کا مدعا یہہ ہی۔ کہ انسان کو پاک کرے۔ اور البتہ اُنکے نتایج بھی متفرق ہونگے۔ الہام میں تاثیر تہذیب نہیں ہی مثلاً بلعام کو الہام ہوا۔ ساؤل نبیوں میں سے تھا۔ کیفاس نے ایک پیشینگوئی کی جو از خود نہ کہی تھی (یوحنا ۱۱: ۵۱) آخری دن بہتیرے مسیح کو کہینگے۔ کہ اے خداوند اے خداوند کیا تیرے نام سے ہم نے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوں کو نہیں نکالا۔ وہ اُنسے کہونگا میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ متی ۷: ۲۳ +

+ اس جگہ ہمکو افسوس سے یہہ کہنا پڑتا ہی کہ دیو دھری صاحبان اور شخصی الہام کے پیرو اُنمیں تفاوت نہیں کرتے۔ وے تنویر روحانی اور الہام کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ یہہ اُنکی بڑی بھاری غلطی ہی۔ منہ

تفاوت درمیان وحی و الہام

ثانیاً۔ تعریف مذکورہ بالا وحی اور الہام کی تفاوت کو شامل کرتی ہی۔ اوّل اُنکے مقصد میں فرق ہی یعنے اکتساب عرفان وحی کا مقصد ہی اور تعلیم دینے میں محافظت و برقراری صحت مدعائے الہام ہی۔ دوم اُنکے نتایج میں فرق ہی۔ وحی کا نتیجہ یہہ تھا۔ کہ پانیوالے کو ذی علم بناوے۔ اور الہام کا نتیجہ یہہ تھا کہ تعلیم دینے میں اُسے غلطی سے محفوظ رکھے۔ ایک ہی شخص ایک ہی وقت میں اِن دونوں نعمتوں کا تصرف کرتا تھا۔ یعنے روح اکثر عرفان بھی بخشتی اور اُس کے زبانی یا تحریری اظہار پر ضبط و ربط رکھتی تھی۔ مصنف مزامیر و انبیا اور رسل کے ساتھ بیشک ایسا ہی ہوا۔ پھر ایک وقت وحی بھیجا جاتا تھا اور بعد ازاں روح کی ہدایت سے لکھا جاتا تھا حضرت پولوس فرماتے ہیں کہ انجیل کا علم اُسے انسان سے نہیں مگر یسوع مسیح کے وحی سے حاصل ہوا۔ اور یہہ علم اُس نے گاہ بگاہ وعظ اور خطوط میں بیان کیا۔ اکثر حالات میں یہہ نعمتیں علیحدہ کیجاتی تھیں۔ مقدس کاتبوں میں سے اگرچہ بہتیرونکو الہام ہوا۔ تاہم وحی حاصل نہوا عہد عتیق کی کتب تواریخ کے مصنفوں کا غالباً یہی حال تھا لوقا اُن واقعات کا علم جو اُسنے درج کی ہیں۔ وحی کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ مگر یہہ کہتا ہی کہ میں نے اُنسے پایا جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے۔ احتمال ہو تاہم یہہ ہمارے مطالب کے لئے مفید نہیں کہ موسیٰ نے اُن واقعات کا علم جو کتاب پیدایش میں مندرج ہیں کہاں سے حاصل کیا۔ آیا قدیم شہادتوں سے یا روایت یا وحی سے اگر مقدس راوی سب اعلم کا اظہار کرتے تھے۔ تو وحی ظاہر کے دعوی کی ضرورت نہیں ہی ہمارے لئے یہی کافی ہی کہ وے بے خطا اور یقینی اُستاد ٹھہرائے گئے

اہل الہام عضوئے خدا تھے

ثالثاً کلیسیا کی تعلیم الہام میں یہہ نکتہ بھی شامل ہی۔ کہ مقدس راوی خدا کے عضو تھے۔ ایسا کہ جو کچھ اُنہوں نے سکھلایا گویا خدا نے سکھلایا۔ یاد رہے کہ جب خدا اپنے کسی مخلوق کو اپنا وسیلہ قرار استعمال کرتا ہی۔ تو اُنکی طبعی حالت کے موافق مستعمل کرتا ہی۔ فرشتوں کو فرشتوں سا اور انسان کو انسان سا عناصر کو عناصر سا انسان آزاد فاعل ہیں اور اسی حالتمیں خدا کے عضو ٹھہرتے ہیں۔ مقدس راوی محض ناطق نہیں بنائے جاتے تھے۔ ارواح انبیا نبیوں کی تابع ہیں۔ ۱ قرنت ۱۴: ۳۲۔

جیسا بعض عارفوں نے کہا ہی۔ ویسا ہی متقدمین بھی کہا کرتے تھے۔ کہ مقدس راوی روح کے ہاتھ میں مثل قلم کے تھے۔ یا مثل بربط کے جسے جو ارتسے آتی نکالتی تھی یہہ تشبیہیں صرف ایک نکتہ کی توضیح کے لئے مقصود ہوئیں۔ یعنے وہ کلمات جو مقدس راویوں نے لکھے یا کہے کلمۂ خدا تھے۔ کلیسیا نے یہہ کل کا الہام کبھی نہ مانا۔ مقدس راوی محض کل نہ تھے۔ اُنکا علم طبعی موقوف نکیا گیا نہ اُنکے قوا الوہی اکیبارگی برطرف ہوگئیں۔ پاک لوگ روح القدس کے بلوائے بولتے تھے۔ انسان تھے نہ کہ اوزار بے علم زندہ قلب ارواح ذی قیاس اور ذی رضا تھے۔ جنہیں روح نے عضو بنایا۔

علاوہ ازیں چونکہ الہام قوت بشری کے توقف کو شامل نہیں کرتا۔ لہذا اُس شخص کی عقلی علامت امتیازی کے استعمال سے ابرام میں دخل نہیں دیتا۔ اگر منطقی تھا تو اُس نے مثل پولوس کے مدلل تقریر کی۔ اگر متأمل تھا تو اُس نے مثل یوحنا کے لکھا۔ اگر کوئی عبرانی تھا تو وہ عبرانی بولتا تھا۔ اگر کوئی یونانی تو وہ یونانی بولتا تھا۔ اگر عالم تھا۔ تو موافق علما گفتگو کرتا تھا۔ راویان مقدس نے اپنی خصوصیت اپنی اپنی تصنیفات پر ایسی صاف منقش کی ہی۔ کہ گویا وے کسی تاثیر نادر کی قید ہی میں نہ تھے۔ بائبل کے اظہار نادری میں سے یہہ ایک ہی جو ناظرین غافل پر بھی آشکارا ہی۔ باقی آیندہ

ویدوں میں بُت پرستی ضرور ہے

سلسلہ کے لئے دیکھو نورافشاں مطبوعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء

پر شیو اوتار اور مورتی پوجن ویدوں سے پورے طور پر دھرم سبھا فرخ آباد نے ثابت کردی۔ نورافشاں نے بھی اکثر اُنکا تذکرہ جاری رکھا نہ معلوم اب وہ اشتہاری دیانندی کہاں ہیں۔ اور اُن کے دس ہزار کا انعام کہاں۔ اتنو بخوبی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا۔ کہ یہ دیانندی صرف اپنے ہٹ سے ایسی گھڑنتیں گھڑتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اُنکو مورتی پوجن سے نفرت ہے اور وہ مورتی پوجن کو گناہ سمجھتے ہیں تو کیوں نہیں یکلخت ویدوں کو چھوڑ دیتے۔ اور جس وید کی ہدایت اور روشنی سے اُنہوں نے بُت پرستی کو پاپ سمجھا ہے اُسی کو کیوں نہیں قبول کرتے عوام کو دھوکا دینے اور دھوکا کھانے سے کیا حاصل۔

ویدوں میں تو بُت پرستی ضرور ہے۔ اِس میں کچھ شک ہی نہیں۔ کیوں مارے مارے بھٹکتے پھرتے ہو۔ آؤ خداوند مسیح پر ایمان لاؤ۔ اور مکتی پاؤ گے دیکھو وید میں کیا فضولیات بھرا ہے ذیل کے منتر ملاحظہ فرمائیے۔

آٹھہ منتر سوکت ۱۲۵ ادھیاے ۸ منڈل ۱۰

رگ وید میں منتر دیوی سوکت میں لکھی ہیں

منتر یکم

۱۔ میں رودر اور بسو روپ دیوتاؤں سے بچرتی ہوں۔ میں سورج اور تمام دیوتاؤں کے روپ سے ظاہر ہوکر بچرتی ہوں۔ میں متر ورن کے روپ سے ظاہر ہوں۔ میں اندر و اگنی و دونوں اشونی کمار دونوں کے روپ سے ظاہر ہوں۔

منتر دوم

میں اکثر جنگلوں میں جگ کے واسطے ہون کے اشیاء پیدا کرتی ہوں۔ میں تشٹا۔ پوکھا۔ و بھگ دیوتا کے روپ سے ظاہر ہوں۔ میں ہون کرنیوالے ججمان کو دولت دیتی ہوں۔

منتر سوم

میں تمام دنیا کی ایشوری یعنی مالک ہوں۔ جو میری اوپاسنا اور پوجن کرتے ہیں اُنکو دولت دیتی ہوں اور ساکشات برہم کے ملانیوالی ہوں۔ جگیہ کی بل لینے والوں سب دیوتاؤں سے میں اول اور افضل ہوں۔ سب کے دلوں میں داخل ہوں۔ مجھکو دیوتاؤں نے واسطے خوشحالی و کامیابی وغیرہ زمین ہی کے اکثر جگہوں پر استھاپن کیا ہے۔

منتر چہارم

جو دیکھتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ سُنتا ہے۔ یہ سب میری قدرت ہے جو کچھ انسان اور حیوان لطف اُٹھاتے ہیں وہ بھی میری ہی بخشش سے ہے۔ اور جو میرے گیان سے شُون یعنے میرے پوجن سے برگشتہ ہیں وے دنیا میں دکھی ہوکر علائق دنیوی اور دنیا کے جھگڑوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ سب وید شرو ماہی ہیں جن میں تجھے کہتی ہوں۔

منتر پنجم

سب سے افضل جو وید ہے جسکے احکام دیوتا و انسان مانتے ہیں اُنکو میں آپ کہتی ہوں۔ جسکو چاہتی ہوں اُسکو سب سے افضل اور اعلےٰ بناتی ہوں۔ اُسکو برہما بناتی ہوں اُسکو رشی۔ اور اُسکی عقل اچھی کرتی ہوں۔

منتر ششم

میں برہمنوں کے دشمنوں راکشسوں و دُشٹ جنوں کے مارنے کو رودر دیوتا کے لئے بان کو دھنش پر چڑھا کر دیتی ہوں میں اپنے بھگتوں کے لئے جُدھ کرتی ہوں میں زمین و سورگ پر موجود ہوکر بھگتوں کی حفاظت کرتی ہوں۔

منتر ہفتم

برات پُرش نے جو یہ سنسار پیدا کیا ہے اُسکے سر پر میں سورگ کو پیدا کرتی ہوں۔ برہمانس روپ جو جل ہے اُسمیں میرا باس ہے برہمہ جو ہے وہ میرا کارن ہے۔ اسوجہ سے سب مقامات پر پھیلکر موجود ہوں۔ اور اپنے بھگتوں کو سورگ پہنچاتی ہوں۔

منتر ہشتم

میں سب بہونوں یعنے مکانوں کو پیدا کرتی ہوں۔ میں مثل ہوا کے چلتی ہوں۔ سورگ اور پرتھی سے علحدہ جو پُرش یعنے برہمہ ہے جتنی قدرت اُسمیں ہے اُتنی ہی مجھہ میں ہے۔ اور اُسکے برابر میری فضیلت ہے اسوجہ سے میں طرح طرح کی روپ دہارن کرنیوالی ہوئی ہوں۔

غور لازم ہے کہ اِن آٹھوں وید منتروں نے اور دیگر منتروں مندرجہ بالا و ما کہیاں ہذا سے ساکار سروپ ایشر کس طرح کا ثابت ہوا اور پوجن بشن وغیرہ دیوتاؤں کا و طرح طرح کے روپ درگا جی کے اس بیان سے پائے گئے۔ اسوجہ سے یہ بھی چتربھوجی آٹھہ بھوجی اٹھارہ بھوجی اور بنگالہی وغیرہ مورتوں درگا جی کی پرستش و اوپاسنا کیجاتی ہے کہ وید سے بخوبی ثبوت ہے جو کلکتہ کا چارج گیسا بہا تسی مورت پوجن خلاف وید کہتے ہیں تو خاص وے ہی خلاف ویدی و دشمن سناتن دھرم دُکھہ دینے والے ہیں بلکہ اپنی خلاف بیانی کی نشانی سے ہر جگہہ فضیحت کراتے ہیں اور آخر کار پشیمانی بسر ناوانی اُٹھاتے ہیں۔ د۔ س

کارسپانڈنس

(نامہ نگاروں کی تحریر ایڈیٹر کی تحریر نہیں)

کانگرس مینیا

جناب ایڈیٹر صاحب سلامت

بعد تسلیم کے معلوم ہووے کہ ایک عرصہ سے میں محکمہ ڈاکٹری میں کام کرتا ہوں اور بہت قسم کے مرض دیکھے اور علاج کیا۔ مثلاً مانومینیا کلیپ ٹومینیا وغیرہ وغیرہ اور ایسے بہت مریضوں کو صحت بھی ہوئی اب سُننے میں آیا ہے کہ ہندوستان

میں ایک نیا مرض ہے کہ اگرس بیٹیا شروع ہوا ہی لہذا مشکلف ہوتا ہوں کہ مہربانی فرماکر اس کے اسباب اور کن کن شخصوں کو ہوتا ہی مطلع فرماکر ممنون فرماویں تاکہ اس کا علاج تلاش کیا جاوے کہ بندگان خدا کو اس مرض مہلک سے نجات ہو اور کار نیک بھی ہی فقط اگر مناسب ہو تو یہہ درخواست اور اسکا جواب نور افشاں میں درج فرماویں شاید مفید عام ہو*

راقم پی - ایچ

سوالات حل طلب

مجوزہ خیر اللہ قاضی طالبعلم بورڈنگ سکول بٹالہ

(۱) علم ہندسہ کا علم ہندسہ کیوں نام پڑگیا نیز یہہ علم پہلے کس ملک سے نکلا - اور کب ؟

(۲) ایک کیڑا رات کے ۱۲ گھنٹوں میں ۲۹ انچ ایک لکڑی پر چڑھ جاتا ہی اور ۹ گھنٹوں میں ۱۲ انچ گر پڑتا ہی تو بتاؤ ۳۰ فٹ لکڑی پر کتنے گھنٹوں میں چڑھیگا ؟

(۳) آ و ب ایک ہی جگہہ سے ایک ہی جانب کو روانہ ہوئے آ فی روز ۱۵ میل طے کرتا ہی اور ۵ دن آگے چلنے کے بعد اُسیقدر واپس لوٹ آتا ہی جسقدر کہ ب نے اُن ۶ ایام میں راستہ طے کیا تھا پھر آ دوبارہ لوٹا اور راستہ طے کرنے کی تاریخ روانگی سے ۲۲ دن کے بعد ب کو جاملا تو بتاؤ کہ ب نے کس حساب سے راہ طے کیا ؟

(۴) آ کے پاس کچھہ روپیہ تھا - اُس نے اسکا ½ ب کو دیدیا پھر باقیماندہ کا ⅓ ج کو دیدیا پھر جو کچھہ بچا اُس کا ¼ د کو دیکر اُسنے معلوم کیا کہ اب میرے پاس کل کا ⅛ کا ⅙ سے ۲ شلنگ کم ہی تو بتاؤ اسکے پاس پہلے کتنا روپیہ تھا ؟

معما حل طلب

چنیں اسم یارم بود ای شگفت تنی آمد و مرغ عربی گرفت

دیگر

گمس راس بریدہ پیش وپس کردہ پیش مافرستید

حاتم خان مسیح طالب علم بورڈنگ سکول بٹالہ

خبریں

سکندر آباد میں بیادگار تشریف آوری ڈیوک آف کناٹ ہال بنیگا - **مہدی** سوڈانی نے اپنے قاصد بابت دریافت حالات قسطنطنیہ بھیجے - **علمائے** روم مخالف مہدی نہیں - **زنگبار** میں ایک انگریز پادری مع سولہ ہمراہیوں کے قتل کیا گیا - **لندن** میں ۲ ہزار مصوروں کی تعداد بیان ہوئی - **شاہ** سیام کی ۶ ہزار عورتیں ہیں - **جنرل** گارڈن کا سنگین بُت حضور قیصر ہند کے خاص محل میں رکھا گیا - **کلکتہ** میں ایک خدمتگار نے اپنی بیٹی کا گلا کاٹا گرفتار ہوا - **گوآ** میں دو لاکھہ اگست سے لاٹ پادری کے لئے گرجا بنیگا - **ولایت** میں تین اور ممبران پارلیمنٹ بجرم مفسدانہ تقریر گرفتار ہوئے - **آگرہ** کے ایک اسٹیشن ماسٹر پر دوم درجہ کے ایک مسافر سے بُرا سلوک کرنیکے صلہ میں ڈگری دایر کیا گیا - **ابتک** بمبئی یونیورسٹی کا انٹرنس امتحان ملازمت سرکاری کے لئے سند سمجھا جاتا تھا - شروع سال سے یہہ خصوصیت معدوم سمجھی گئی - **ایک** افغان نے راستہ میں روپیوں کا توڑا پڑا پایا - بلحاظ دیانت وہ امیر کابل کے پاس لیگیا - امیر نے اسکے دونوں ہاتھہ کاٹ ڈالے - وجہ یہہ کہ راستہ میں گری ہوئی چیز کو کیوں اُٹھایا واہ رے محمدی انصاف - **بمبئی** میں ہشیار کاریگر میوہ کے چھلکوں کے اندر روپیہ بند کرکے حکام کو ڈالی دیتے ہیں - پس گورنمنٹ بمبئی کی توجہ ہوئی ہی - **شہنشاہ** برازیل کے ۲ شہزادہ اڈیٹری کا کام کرتے ہیں - **رنگون** میں سرکاری قانون ہی کہ کوئی مزدور سر پر ٹوکرا رکھکر نہ چلے - کیونکہ اُس سے وہاں کے ٹٹو قدرتاً ڈرتے ہیں - **شملہ** میں ایک میم نے کسی شخص کے منہہ پر غصہ سے تھوک دیا - اُس جلے تن نے ایسے زور سے میم کے منہہ پر طمانچہ مارا کہ وہ گر پڑیں مجرم کا پتہ نہیں - **سول** کا بیان ہی کہ اربا سماج اور تھیوسفی والے غلط اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں - اور مذہبی آزادی کو بُری طور سے استعمال کرتے ہیں - **نظام** حیدر آباد نے اپنے واسطے چھہ ریلوے گاڑیاں ایک لاکھہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے بنوائی ہیں - **ہزارہ** میں ایک پولیس مین ایک بچہ کا زیور اوتارتا گرفتار ہوا - دو سال قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی - **بمبئی** کے ایک بڑے سوداگر کی بیوہ لیڈی نے اپنی زندگی کو عیسائی مشن کے کام میں بنا کسی تنخواہ کے خرچ کرنا قبول کیا - **مرحوم** لارڈ بیکنسفیلڈ کا یہہ قول ہی کہ انگلینڈ میں کوئی وزیر اعظم ایسا نہ ہونا چاہئے جو بخوبی دیندار نہ ہو بیشک ہر ایک ذمہ داری کے عہدہ کے لئے ایسا ہی ہونا چاہئے - **نانک** پرکاش اپنے سکھہ بھائیوں کو خبردار کرکے لکھتا ہی کہ اگر کوئی سکھہ مرداں بگو شید - و جامہ آریا فریب بپوشید - **حیدر آباد** میں مہمانداری حضور ڈیوک آف کناٹ پر ۵ لاکھہ روپیہ صرف ہوا - **گورنمنٹ** پوچھتی ہی بجائے انٹرنس کے اور کوئی امتحاں ہو سکتا ہی ؟ **ضلع** گوجرانوالہ میں ایک دس ہزار کی جائیداد کے مقدمہ پر ابتک سترہ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہی - ہنوز روز اول ہی - **چندہ سنگہ** طالبعلم نے جو بالکل نابینا ہی فائنل امتحان قانونی پنجاب یونیورسٹی لاہور کا پاس کیا ہی پہلے بھی پاس کر چکا ہی - غضب کی یادداشت ہی - **انگریزوں** نے جینیوں کو شکست دی اور مقام ساولن پر قبضہ کرلیا - **روس** میں بڑا جوش ہی کہ خبردار فارس میں انگریزی رکھسب نہ ہووے - **حفاظت** کلکتہ کے لئے تارپیڈو کا امتحان کیا گیا - **گریفن** صاحب نے لندن میں لکھا کہ دادابھائی نوروجی وکیل ہند نہیں - **جدید** پریزیڈنٹ امریکہ پر گولی چلی - ہنگامہ سخت ہوا - **افریقہ** کے جرمن علاقہ سے تمام انگریزی تاجر بھاگ گئے - وجہ باندمعار مخالفت کے جوش سے وہاں بازار کشت و خون گرم ہی - **طفلس** ریلوے کی ٹرین ملک روس میں سردی سے

نکل یخ بستہ ہو گئی۔ ۲۰ مسافر مر گئے۔ ۳۰ قریب المرگ ہے۔ **کوملان** میں وبائے ہیضہ سخت پھوٹی۔ ۳۰ ہزار عیسائی مر گئے۔ الٰہ فضل کرے۔ **امریکہ** میں حکم ہوا کہ جاپانی کا سکہ موقوف کیا جاوے۔ **تاجپور** علاقہ بیرام پور میں خود چوکیداروں نے ہی ملکر گاؤں کو لوٹ لیا۔ اس پر ٹریبیون پنجاب نے تمسخراً لکھا ہی کہ کاش اس دل و دماغ کے چوکیدار جرمن جنرل اگر تمام ملک میں بھرتی کر دئے جاویں تو ایک ہی دن سارے ہندوستان کا خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔ **لارڈ** ولزلی نے لندن میں فرمایا ہی کہ یورپ میں ایک ایسے عظیم الشان جنگ کے آثار نظر آتے ہیں کہ جو تاریخ میں شاید بے نظیر ہوگا۔ **اخبار** رکوہ نور آریا سماج کی بدکلامیوں کی نسبت انکے ایک جلسہ کا حال یوں رقم کرتا ہی۔

۲۹ جنوری سنیچر کے دن بارہ بجے آریہ سماج کا غیر معمولی جلسہ تھا اشتہار بڑے زور سے لگائے تھے سوامی اچھانند کا لیکچر تھا کوئی تین سو آدمی سامعین میں تھے لیکچروں کے درمیان رحیمی سولئے ہندوؤں اور برہمنوں کو گالیاں دینے کے اور کوئی وید وکت دنیا سبتو اُپدیش نہ تھا اتفاق سے چرنجی لال آریہ آگیا اس شخص کی نسبت اخبار سول نے بہت کچھ لکھا تھا کہ وہ نہایت سخت کلامی کرتا ہی اور سر بازار دوسرے فرقہ کے لوگوں کو گالیاں دیتا ہی اسکے آنے ہی زور سے چیرز ہوئے۔ اور سماج میں ایک عجیب قسم کی مسرت پھیل گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آریہ سماج اس شخص کے چال چلن سے بہت ہی خوش ہے۔ اس نے اپنا لیکچر شروع کیا جسمیں پوپوں اور ہندوؤں کو گالیاں دیں اور پھر اپنی پگڑی کو برہمنوں کی طرح اتار کر کے انکی نقلیں کرنے لگا۔ اور عجیب عجیب سوانگ لایا۔ لوگ اس نامہذب کارروائی پر افسوس کرنے تھے۔ د۔ ج

جہالت کا نتیجہ

ڈہری والہ۔ ضلع گورداسپور میں ایک تکیہ نقرا میں چند بیوپاری آکر اترے ڈھری (کی جگہہ جہاں پر گدے باندھے گئے تھے شاملات وہ تھی۔ گدھوں کی لید پر جو قیمت میں ایک پیسہ کی نہیں ہوگی تکرار شروع ہوئی۔ نوبت بانجا رسید کہ دو آدمی کھیت رہے اور دو چار زخمی ہوئے۔ تحقیقات ہو رہی ہی۔ دیکھئے اور کون کون اس لید کی بدولت پھانسی کی نظر ہوتے ہیں۔ دیکھئے طمع زیادہ بھی خراب کرتی ہی اور تھوڑی بھی۔ اس لید کا بھی اندازہ کیا جاوے اور چار خون کا بھی۔ سچ ہی

۶ طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی — آف

لودیانہ

اس ہفتہ یہاں کی پولیس نے ایک بہادری کا کام کیا جس کی کیفیت یوں ہی۔ کہ کوکوں کے غدر میں جو امرتسر میں ہوا اور جسمیں قصاب مارے گئے تھے۔ انسوفت ایک کوکا فرار ہو گیا تھا۔ جسکے گرفتار کنندہ کے لئے سرکار سے ۵۰ روپیہ کا انعام تھا۔ ۱۸۸۲ء میں یہہ مجرم اپنے شہر کی تیرتھ جھنگی میں آیا۔ اور کسی طرح پولیس کے سپاہی کو پتہ لگ گیا جس نے خفیہ اسکا تعاقب کیا۔ مگر افسوس کہ جب وہ گرفتار کرنے لگا۔ تو اس مجرم نے اس سپاہی کو وہیں کھیت رکھا اور فرار ہو گیا۔ اس کے بعد اسکا کچھ پتہ نہ تھا۔ اب پھر وہ اسی گاؤں مذکورہ میں آیا۔ اور اس علاقہ کے سارجنٹ پولیس کو اس کا پتہ لگا۔ خفیہ اسکی گھات میں رہا۔ آخر وہ مجرم چند روز وہاں رہکر لودیانہ میں آیا۔ وہ سارجنٹ بھی بھیس بدلے ہوئے اسکے تعاقب میں لگا آیا۔ یہاں آکر پولیس کو اطلاع دی۔ بہت سے سپاہی اور مددگار ساتھ لیکر اسکے گرفتار کرنے کو چلے۔ کہ وہ گھاس منڈی میں ایک بجزی بجا کی دکان پر کھڑا دکھا گیا۔ پیچھے سے چپکے جاکر ایک نے پکڑ لیا۔ تب اوروں نے ہاتھوں ہاتھ اسے گرفتار کر لیا ہتھکڑیاں ڈالدیں۔ اسکے پاس سے دو تیر ہتھیار بھی نکلے۔ وہ انکار کرتا ہی۔ کہ میں وہ نہیں ہوں۔ لیکن جنہوں نے اس کو پہچانا ہی۔ ابھی تک پولیس کی حوالات میں ہی۔ ہم نے بھی اس کو جاکر دیکھا۔ لمبا قد ہیکل جوان بہت کم دیکھنے میں آیا ہی۔ صورت سے خونخواری اور جباری ٹپکتی ہی۔ دیکھنے سے دہشت آتی ہی۔ لباس اس کا دیکھئے جیسے کسی بڑے سردار یا رئیس کا ہوتا ہی۔ بھلا کس کو اسپر شک گذر سکتا تھا کہ یہہ کوئی مجرم ہی۔ کہتے ہیں کہ جب ۱۸۸۳ء میں جھنگی سے سپاہی کو قتل کر کے بھاگا ہی۔ تو ریاست پٹیالہ میں جاکر ایک سکھ کو خاک و خون میں ملایا تھا۔ اب امید ہی کہ اپنے کئے کا اجر پائیگا۔

امید ہی گورنمنٹ اس سارجنٹ کو اپنے وعدہ کے مطابق انعام عطا فرماویگی۔ اور علاوہ اسکے عہدہ میں بھی ترقی دیگی۔

بارش اور اولوں کے باعث اگرچہ سردی اپنا زور دکھا رہی ہی۔ مگر موسم بدلا ہوا نظر آتا ہی طبائع میں گونہ تبدیلی سی معلوم ہوتی ہی۔ بسنت ہو چکا۔ سمجھ لیجئے کہ جاڑا بھی گیا۔ اب سرد ہواؤں کے مزے لے لو۔ پیچھے ترسوگے۔ صحت اچھی ہی۔ ہیضہ اس ۳۰ اموات ۲۵

قصیدہ

تصنیف بابو طالب الدین صاحب متخلص طالب

سٹوڈنٹ ایف اے کلاس مشن کالج لاہور

جہاں منظر رہا اور ہی۔ تیری جلوہ نمائی کا
کوئی لشکر نہ تھا۔ گر تھا تو میں تھا کبریائی کا
عدیم المثل بانی اور یکتا ئے تکبر تھا
بنا ضرب المثل دنیا میں تھا میں بیوفائی کا
بھٹکتا پھرتا تھا میں۔ سودی صحرائے ظلمت میں
پتا ملتا نہ تھا مجھکو۔ چراغ رہنمائی کا
بحال زار تو نالاں۔ کبھی ہوتا تھا گریاں
مرا فریاد رس تھا نہ کوئی شنوا دہائی کا

اگرچہ چاہتا تھا میں کروں تیری ثناخوانی
طریقہ پر نہ آتا تھا مجھے نغمہ سرائی کا

مرکب عنصر زہد و عمل کو کر چکا لیکن
نہ پیدا ہو سکا۔ اس کیمیا سے زر رہائی کا

ہر بحر جبر عقبیٰ پھر چکا دریوزہ گر بنکر
کسی در سے مگر پر نہ ہوا کاسہ گدائی کا

برائے وصل سد راہ سے مارا کیا سر پر
نہ مجھ سے ایک مو۔ سر کا کبھی تیر جدائی کا

غواص عقل بھی بحر تفکر میں تھا غوطہ زن
بدیں مطلب کہ شاید۔ ہاتھ آئے در رسائی کا

میں دلق فقر پہر پوشش عریانی عصیاں
پہنتا پر نہ چھپتا عیب میری بے نوائی کا

اطبائے جہاں کو نبض جا جا کر دکھاتا تھا
مگر دنیا نہ تھا کامل کوئی نسخہ دوائی کا

بھلا نار غضب۔ کب بجھ سکے آب برسم سے
یہاں بے آب ہو پانی۔ بحارجہ سائی کا

وسے لصد شکر مشمول ہوں اب کیا غم رہا مجھکو
میں حصہ دار ہوں عیسیٰ کی میراث و گدائی کا

تو کان گوہر حکمت۔ میں مصدر فعل بد کا ہوں
تو دریائے تقدس ہے۔ میں منبع ہوں برائی کا

تو راضی دستگیری کے لئے اور میں ٹہوں پیچھے
اے پردہ پوش چارہ کر۔ تو میری بے حیائی کا

مجھے اپنی نبید حمد سے۔ کر محو و مستانہ
کہ نہ ہو ذوق پھر مجھکو شراب خودستائی کا

مجھے اب داغ خود غرضی سے اے قدوس دھو دیجے
رہوں خواہاں میں ہر فرد بشر کی تا بھلائی کا

اے سلطان سلاطین دے مجھے شمشیر خوشگوئی
کروں اظہار عالم میں۔ تیری فرمانروائی کا

میری چشم بصیرت۔ کور ہے وقت تولد سے
عطا کر تو نیا مجھکو۔ حقیقی روشنائی کا

میں عاجز ہوں تو قادر ہے میں بندہ ہوں تو مالک ہے
تو بخشندہ گناہوں کا۔ میں عاصی ہوں خدائی کا

نہ مجھکو ناز خوبی ہے۔ نہ فخر علم ہے ہرگز
نہ عابد ہوں نہ زاہد ہوں۔ نہ خوگر پارسائی کا

مگر قرباں ہوں عیسیٰ پر۔ مجھے جس نے بچایا ہے
میں طالب ہوں وہ مرشد ہے عصا ہے رہنمائی کا

رسید زر

ڈسٹرکٹ کمیٹی لودیانہ	۱ ما ٹ
مس انگلن صاحبہ لاہور	للعہ
پادری نیمن صاحب بٹالہ	۱ بیعہ
مسٹر ہیوکمن صاحب سہارنپور	۲
پنڈت جانکی ناتھ صاحب دہلی	۱ ع
روشن خاں صاحب جہلم	عہ
خدابخش صاحب کوئٹہ	عہ
حکیم محمد کمال الدین صاحب پھگواڑہ	عہ
تارہ چند صاحب لودیانہ	۲
حاکو کاڈیان	۲
گوری شنکر صاحب مصنف	عہ
لالہ دنی چند صاحب قانونگو	عہ
پادری جے ایس نورس صاحب فتح گڑہ	۱ ع
پادری ٹی ٹریس صاحب اٹاوہ	۱ ع
پادری ٹی ای انگلش صاحب مین پوری	۱ ع
مسٹر اسلیک مرادآباد	عہ
دیوان جودھن سنگھ صاحب سیالکوٹ	للعہ
پادری لڈگارڈ صاحب بابت ابراہیم خاں بمبئی	۲
منشی سعادت علی صاحب فتحپور	۱
منشی حسن علی صاحب سیتاپور	عہ
منولال صاحب	عہ
پادری احمد شاہ صاحب جگراؤں	۱ ع
منشی بھگوانداس صاحب اجنالہ	۲
پادری ٹیمسن صاحب انبالہ	عہ
میاں اللہ دیا صاحب لودیانہ	عہ
مسٹر جاج سٹوارٹ بنگا دڑی	۱ ع
منشی محمد میر خاں صاحب حمیدپور	۱ ع
پادری سندرام سیلاس صاحب آنولہ	۱ ع
ڈاکٹر ایم۔ بی عطار د صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹھانکوٹ	۱ ع
سبحان خاں صاحب سلطانپور	۱ ع
امام الدین صاحب لودیانہ	۶
پادری الف جے نیوٹن صاحب فیروزپور	۱۲
پادری ای سووسن صاحب فتح گنج	۱ ع
بابو تلسی رام صاحب لودیانہ	۱
جی ایس ولیمس صاحب کوئٹہ	۱ ع
جے جارڈن صاحب گگرالہ	۱ ع
شہزادہ عبدالقادر صاحب فیض آباد	۱ ع
پادری ڈبلیو راب صاحب نصیرآباد	للعہ
مسٹر وید رنگہ گجرات	۱ ع
مسٹر جے جیکب مرادآباد	۱ ع
رلیارام صاحب دسوہہ	۱ ع
پنڈت شیورام صاحب ڈیرہ اسمعیلخاں	عہ
ڈاکٹر رجب علی صاحب سنگرور	۱ ع
پادری عبدالعلی صاحب باندہ	۲
مسٹر آئی ڈی ونسنٹ الہ آباد	۲
لالہ رب دیال صاحب لودیانہ	عہ
عزیز بیگم صاحبہ	عہ
سیٹھ ملاوامل قادیان	۲
میاں نکو شاہ صاحب نارووال	عہ
بابو وارث الدین صاحب اجنالہ	للعہ
پادری ہیبر صاحب رڑکی	۲
پادری ٹی ہاول صاحب پنڈدادنخاں	عہ
مرزا محمد اسمعیلخاں صاحب لودیانہ	عہ
مسٹر مراد بخش صاحب لاہور	عہ
جناب صفدر علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدار چھنڈوارہ	عہ
کھمان جیتیہ سوڑ تحصیل جی پسیری ضلع کاٹھیاواڑ پوسٹ آفس کنڈلا	عہ
مسٹر عبداللہ آتھم صاحب امرتسر	۱ ع
منشی غلام مسیح صاحب مین پوری	۱
منصف شیر سنگھ صاحب جوبٹالہ	۲
تفضل حسین صاحب اشتہار بمبئی	۳
جگناتھ و متھراداس جبری	۱/۶
باوا امرداس صاحب فیروزپور	۱۲
جناب منولال صاحب اودے پور	۳
پادری صادق مسیح صاحب اجنالہ	۱ ع
بابو رلیارام صاحب وکیل امرتسر	عہ
بابو نیلوس صاحب امرتسر	۱ ع
پادری مولوی عمادالدین صاحب امرتسر	۱ ع

اشتہار

ایک کیٹی کسٹ کی ضرورت

ایس۔ پی۔ جی اور کیمبرج مشن دہلی کے واسطے ایک ایسے لایق کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے۔ جو چرچ آف انگلنڈ کا ممبر ہو۔ محنت کش اور معتبر ہونا چاہیے۔ چال چلن اور کام کے عمدہ سرٹیفکٹ رکھتا ہو۔ درخواست مع اسناد مشتہر کے پاس بھیجنی چاہیے۔

المشتہر
پادری آر۔ آر۔ ونٹر صاحب
ایس پی جی مشن ہاوس دہلی

امریکن مشن پریس لودیانہ میں پادری سی۔ بی نیوٹن صاحب کے اہتمام سے چھپا